اشاعت خصوصی، بحوالہ حقوق نسواں بل

تحفظ نسواں بل

قرآن وسنت کی عدالت میں

حافظ حسن مدنی

پارلیمنٹ کا زنا کی حد میں ترمیم کرنا اپنے اختیار سے صریحاً تجاوز، اسلام سے بے وفائی اور اپنے حلف سے غداری ہے۔ جس طرح کسی پارلیمنٹ کی ایسی قانون سازی...... کہ بہن بھائی آپس میں شادی کر سکتے ہیں...... کی اسلام کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں، اسی طرح زنا کی شرعی سزا میں ترمیم یا تخفیف کی بھی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے کھلم کھلا جنگ ہے۔

زنا کا تعلق ذہنی بلوغت کی بجائے جسمانی بلوغت سے ہے۔ اس کی ایک عمر مقرر کردینے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ 16 برس سے کم عمر بالغ لڑکیوں کے جانے بوجھے زنا کے ارتکاب کے باوجود قانون ان پر گرفت نہیں کرسکے گا۔

تحفظ خواتین بل میں اقدام زنا، سرِ عام فحاشی، بوس وکنار اور برہنہ کرنا وغیرہ کی سزائیں بھی منسوخ کردی گئی ہیں۔ نہ معلوم اس سے عورتوں کو تحفظ دیا جارہا ہے یا ان کے خلاف جنسی جارحیت کی ترغیب دی جارہی ہے۔

مذکورہ بالا تمام ترامیم کو درست بھی کردیا جائے تب بھی تحفظِ خواتین بل میں قانون کے اجرا کے طریقہ کار میں ایسے مسائل پیدا کردیے گئے ہیں جس کے بعد عملاً معاشرے میں زنا کی روک تھام ناممکن ہوگئی ہے۔

اسلامی ریاست کے ایک بنیادی تقاضے کی تکمیل اور نظامِ مصطفی ﷺ کی طرف اہم پیش رفت کرتے ہوئے 10 رفروری 1979ء کو جنرل ضیاء الحق نے حدود آرڈیننس نافذ کیا، بعد میں 1985ء کی اسمبلی نے اس کی توثیق کرکے آرڈیننس کو 'حدود قوانین' کا درجہ دیا۔ اس کے بعد ملک میں کئی اسمبلیاں بنیں اور ختم ہوئیں لیکن اُنہوں نے حدود قوانین کی ترمیم وتنسیخ کی بجائے ان کو برقرار رکھ کر اپنی مہر تصدیق ثبت کی۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے متعدد بار اور سرحد اسمبلی نے 2003ء میں ان قوانین کے مطابق اسلام ہونے کی قرارداد منظور کی۔ دو مرتبہ پیپلز پارٹی نے اسمبلی میں ان قوانین کی تنسیخ کا بل پیش کیا، لیکن اُنہیں سندِ قبولیت نہ مل سکی!

گذشتہ ڈیڑھ دو برس سے ان قوانین کے خلاف این جی اوز کی سرگرمیوں میں تیزی آئی۔ بعض ابلاغی اداروں کے اشتراک کے ساتھ روشن خیال حکومت نے اس بل کو منظور کرانا اپنا اوّلین ہدف قرار دیا تاکہ اپنے نظریاتی حامیوں کی کلی تائید اور بیرونی حمایت حاصل کی جاسکے۔ میڈیا کے یکطرفہ پروپیگنڈے اور ملک میں فردِ واحد کے اقتدار کے بل بوتے پر ایک ایسا قانون پاکستان کی پارلیمنٹ سے منظور ہوا، جو نہ صرف اسلام اور دستورِ پاکستان سے متصادم ہے بلکہ اس میں مسلم معاشرے کی تہذیبی روایات اور مسلمہ اقدار کو پامال کرنے کی کھلم کھلا جسارت بھی کی گئی ہے۔

پہلے تو 'حدود قوانین' کو مسلسل کئی ماہ میڈیا ٹرائل کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر جولائی ؍اگست میں اقتدار کے ایوانوں میں اس پر بحث مباحثہ شروع ہوا، اور 21 ؍اگست 2006ء کو اسے قومی اسمبلی میں پیش کردیا گیا۔ اس بل کا اصل نام تو 'فوجداری ترمیمی بل 2006ء' تھا، لیکن خواتین کی ہمدردیاں سمیٹنے کے لئے سلیکٹ کمیٹی کی اوّلین ترمیم کی رو سے اس کا نام 'تحفظِ خواتین بل 2006ء' رکھنا قرار پایا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سارے کا سارا بل زنا کی شرعی سزا میں ترمیم وتخفیف کے گرد ہی گھومتا ہے۔ بل کی 29 ترامیم ہیں جن کے ذریعے 22 ؍دفعات پر مشتمل 'حدِ زنا آرڈیننس 1979ء' کی 12 دفعات کو منسوخ اور 6 کو تبدیل کردیا گیا ہے۔ ایسے ہی اس بل کے ذریعے 'حدِ قذف آرڈیننس' کی 20 دفعات میں سے بھی 8 کو منسوخ اور 6 میں حذف وترمیم تجویز کی گئی ہے جس کے بعد حدِ زنا آرڈیننس میں محض 4 دفعات اور حدِ قذف آرڈیننس میں محض 6 دفعات اپنی اصل صورت میں، صحیح سالم باقی رہ گئی ہیں۔

قومی اسمبلی میں پیش ہونے کے بعد بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا، 15 رکنی سلیکٹ کمیٹی نے 4 ستمبر کو اس میں 8 ترامیم تجویز کیں۔ انہی دنوں حکومت کی دعوت پر ملک کے ممتاز علماء نے 11 ستمبر کو تین ابتدائی ترامیم پیش کیں۔ حکومت نے اُنہیں بل میں شامل کرنے کا نہ صرف وعدہ کیا بلکہ انہیں شامل کرنے کا خوب ڈھنڈورا بھی پیٹا، لیکن مقامِ افسوس ہے کہ اسمبلی سے منظور ہونے والے حالیہ بل میں، ان میں سے ایک ترمیم بھی شامل نہیں کی گئی۔ دوسری طرف 13 نومبر کو مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے اس بل میں مزید 4 ترامیم تجویز ہوئیں اور آخر کار 15 نومبر کو سلیکٹ کمیٹی کی 8 ترامیم سمیت، 13 نومبر کی مزید 4 ترامیم شامل کر کے قومی اسمبلی نے حدود قوانین میں ترمیم کا بل پاس کر لیا۔

ملک کے ممتاز اور جید علماء (جو کسی بھی سیاسی جماعت سے وابستہ نہیں ہیں) کا موقف پہلے بھی یہ تھا کہ حکومت کا تیار کردہ بل خلافِ اسلام ہے، اگر اس بل میں یہ تین ترامیم کر دی جائیں تو بل کی خامی میں قدرے کمی واقع ہو سکتی ہے، لیکن وعدے کے باوجود ان ترامیم کو نظر انداز کیا گیا۔ اب 15 نومبر کو منظور ہونے والے بل کے بارے میں بھی ملک بھر کے تمام علمائے کرام کا متفقہ موقف یہی ہے کہ یہ بل اسلام سے متصادم ہے۔ یاد رہے کہ اس بل کے خلافِ اسلام ہونے پر کسی ایک عالم دین یا کسی دینی حلقہ کا بھی آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حتیٰ کہ حدود آرڈیننس پر شدید تنقید کرنے والے دانشور بھی اس بل کے غلط ہونے پر علمائے کرام کے ہم نوا ہیں، اس کے باوجود حکومت لگاتار اپنے دعوے اور فتوے پر ہی مصر ہے!!

تحفظِ خواتین بل میں خلافِ اسلام ترامیم

بل کی ترمیم نمبر 7 کے الفاظ یہ ہیں:

''496ب) زنا: a ایسے مرد اور عورت جن کی آپس میں شادی نہ ہوئی ہو، اگر رضا مندی سے جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں تو وہ زنا کے مرتکب ہوں گے۔

b زنا کے مرتکب مرد و عورت کو جو سزا دی جائے گی، وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال قید ہو سکتی ہے اور اُنہیں ۱۰ ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔☆

496ج) زنا کے جھوٹے الزام کی سزا: جو کوئی بھی کسی شخص کے خلاف زنا کا جھوٹا الزام لگائے یا گواہی دے وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک قید اور زیادہ سے زیادہ 10 ہزار روپے کے جرمانے کا مستوجب ہوگا۔''

تبصرہ: (1) اس ترمیم کے ذریعے تعزیراتِ پاکستان میں دو دفعات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اسلام کا معمولی علم رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ ان دونوں جرائم کی سزائیں صریحاً خلافِ اسلام ہیں۔ زنا کی سزا قرآنِ کریم میں یہ بیان ہوئی ہے:

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ص﴾ (النور:2)

''زانی عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے کی سزا دو۔''

قرآنِ کریم کا واضح حکم یہ ہے کہ زانی کی سزا 100 کوڑے ہے، جبکہ منظور کردہ بل میں اس کی سزا زیادہ سے زیادہ 5 سال قید یا جرمانہ رکھی گئی ہے۔ یعنی کم سے کم سزا محض چند روز قید اور چند روپے جرمانہ بھی ہو سکتی ہے۔ کیا زنا کی سزا میں یہ ترمیم خلافِ اسلام نہیں؟

ممکن ہے، کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس سزا میں پارلیمنٹ یا حاکم وقت کو ترمیم یا تخفیف کا اختیار ہے۔ لیکن ایسا دعویٰ محض قرآن وسنت سے لاعلم شخص ہی کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں واضح طور پر بتا دیا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝٣٦﴾ (الاحزاب)

''کسی مؤمن اور مؤمنہ کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرما دیں تو اپنے پاس سے نئے فیصلے کرنا شروع کر دیں۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ واضح گمراہی کا شکار ہو گیا۔''

اللہ کی طے کردہ عقوبات (حدود اللہ) میں حاکم وقت یا پارلیمنٹ تو کجا، کسی شیخ الاسلام اور مجتہد العصر کو بھی ترمیم کا کوئی اختیار نہیں۔ اسلام میں نبی کریم ﷺ سے بڑی حیثیت کسی کی نہیں ہو سکتی، لیکن ان حدود اللہ میں کوئی ترمیم یا کمی بیشی کرنے کے آپ ﷺ بھی مجاز نہیں۔ دورِ نبوی کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ ''قریشی قبیلہ کی فاطمہ نامی ایک عورت نے چوری کا ارتکاب کیا، تو نبی کریم ﷺ کے ایک محبوب صحابی حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کے ذریعے صحابہ کرامؓ اس عورت (فاطمہ) کا ہاتھ نہ کاٹنے کی سفارش لے کر آئے۔ آپ ﷺ ان کی اس جسارت پر سخت ناراض ہوئے اور یہ تاریخ ساز جملہ ارشاد فرمایا:

أتشفع في حد من حدود الله. لو أن فاطمة بنت محمد سرقت لقطع محمد يدها (صحیح بخاری)

''کیا تم حدود اللہ کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنتِ محمد بھی چوری کرتی تو محمد ﷺ اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتے۔''

اس مشہور واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حدود اللہ میں تبدیلی کا اختیار روئے کائنات میں کسی کے پاس بھی نہیں، اشرف المخلوقات اور سید المرسلینؐ کے پاس بھی اگر یہ اختیار ہوتا تو آپ اپنے پیارے صحابہؓ کی بات تسلیم کر لیتے اور اس قریشی عورت کی سزا میں تخفیف فرما دیتے۔

پارلیمنٹ کا زنا کی حد میں ترمیم کرنا اپنے اختیار سے صریحاً تجاوز، اسلام سے بے وفائی اور اپنے حلف سے غداری ہے۔ مزید برآں دستورِ پاکستان کی دفعات کی صریح خلاف ورزی بھی ہے۔ جس طرح کسی پارلیمنٹ کی ایسی قانون سازی...... کہ بہن بھائی آپس میں شادی کر سکتے ہیں...... کی اسلام کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں، اسی طرح زنا کی شرعی سزا میں ترمیم یا تخفیف کی بھی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کھلم کھلا جنگ ہے!!

(2) جس طرح اسلام میں زنا کی سزا اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے اور اس میں تبدیلی کا کوئی بھی مجاز نہیں، اسی طرح اسلام نے زنا کے جھوٹے الزام (تہمت یا قذف) کی سزا بھی متعین کر دی ہے۔ موجودہ بل میں زنا کی تہمت (قذف) کی شرعی حد میں بھی ترمیم کی جسارت کی گئی ہے۔ تہمت یا قذف کی سزا بڑی مشہور ہے، جس کی بنیاد یہ آیتِ کریمہ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاۗءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا﴾ (النور:4)

''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کا جھوٹا الزام لگاتے ہیں، اُنہیں 80 کوڑے مارو اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔''

زنا کی تہمت کی سزا ایک طرف قرآنِ کریم بیان کرتا ہے اور دوسری طرف ہماری حکومت اسے بھی پانچ سال قید میں تبدیل کر رہی ہے۔ اوپر درج کردہ قرآنی آیات اور فرامین رسولؐ کی رو سے کس نے حکومت یا اراکین پارلیمنٹ کو حدود اللہ میں ترمیم وتخفیف کا یہ اختیار دیا ہے؟

(3) تحفظِ خواتین بل 2006ء کی ترمیم نمبر 5 کے الفاظ یہ ہیں کہ

''کسی مرد کو زنا بالجبر کا مرتکب کہا جائے گا، جب وہ کسی عورت کے ساتھ مندرجہ ذیل پانچ حالات میں کسی صورت میں جماع کرے:

1۔ اس کی مرضی کے خلاف

2۔ اس کی رضامندی کے بغیر......

5۔ لڑکی کی رضامندی یا اس کے بغیر، جب کہ وہ ۱۶ برس سے کم عمر کی ہو''

اس ترمیم سے پہلی بات تو یہ معلوم ہو رہی ہے کہ عورت کی مرضی کے خلاف یا اس کی رضامندی کے بغیر کیا جانے والا جنسی فعل 'زنا بالجبر' کہلائے گا۔ اس قانون کی رو سے کوئی شوہر اگر اپنی بیوی کی رضامندی کے بغیر اس سے جماع کرتا ہے تو وہ بھی زنا بالجبر کا مجرم قرار دیا جائے گا۔ یہ ترمیم اسی مطالبے کی بازگشت ہے جو مغربی حقوقِ نسواں اور این جی اوز کی پروردہ عورتیں کافی عرصہ سے کر رہی ہیں اور چند ماہ قبل پیپلز پارٹی کی ایک رکن قومی اسمبلی کا یہ مطالبہ قومی اخبارات میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ یہ تو روشن خیال اور مغرب نواز لوگوں کا مطالبہ ہے جس کے برعکس نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی پڑھ لیجئے کہ

(إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فأبت فبات غضبان عليها لعنتها الملائكة حتى تصبح) (صحیح بخاری)

''جب کوئی شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے اور شوہر اس سے ناراضی کی حالت میں رات بسر کرے تو فرشتے ایسی بیوی پر صبح ہونے تک لعنتیں بھیجتے رہتے ہیں۔''

اس ترمیم کے خلافِ اسلام ہونے میں کسی شخص کو معمولی سا شک وشبہ بھی نہیں ہو سکتا۔

(4) اوپر درج کردہ ترمیم کو صورت نمبر 5 کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ 16 برس سے کم عمر کی لڑکی کا ہر زنا، زنا بالجبر قرار پائے گا۔ یاد رہے کہ زنا بالجبر کی صورت میں عورت سزا سے مستثنیٰ ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ 16 برس سے کم عمر کی ہر لڑکی زنا کی سزا سے مستثنیٰ قرار پائے گی۔ اس ترمیم کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ بل کے آخر میں درج کردہ 'بیانِ اغراض و وجوہ' کا پیرا نمبر 14 ملاحظہ ہو:

''عصمت دری کا الزام لگانے کے لئے عورت کی مرضی [مرد کے] دفاع کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ یہ انتظام کیا جا رہا ہے کہ اگر عورت کی عمر 16 سال سے کم ہو تو مذکورہ مرضی کو دفاع کے طور پر استعمال نہ کیا جائے۔''

یہ ترمیم نہ صرف خلافِ قانون ہے بلکہ خلافِ اسلام بھی۔ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 83 کی رو سے تو 7 تا 12 برس کا بچہ/ بچی فوجداری جرم کی مسئولیت سے مستثنیٰ ہے، اس سے بڑی عمر کے بچے کو یہ رعایت حاصل نہیں۔ پھر زنا کے جرم کو ایسا کیا خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ عورت کو 16 برس تک زنا کے جرم سے چھوٹ دے دی جائے؟ یوں بھی زنا کا تعلق بنیادی طور پر ذہنی بلوغت کی بجائے جسمانی بلوغت سے ہے جو مختلف وجوہ کی بنا پر مختلف عمروں میں حاصل ہوتی ہے۔ اس کی ایک عمر مقرر کر دینے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ 16 برس سے کم عمر بالغ لڑکیوں کے جانے بوجھے زنا کے ارتکاب کے باوجود قانون ان پر گرفت نہیں کر سکے گا!!

یہ شق خلافِ اسلام بھی ہے کیونکہ اسلام نے زنا کی سزا کو عمر کی بجائے جسمانی بلوغت کی علامتوں کے ساتھ منسلک کیا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث نمبر 2470 میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا واقعہ بھی موجود ہے۔ اس ترمیم کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ لڑکیوں کو 16 سال تک زنا کے جرم سے چھوٹ ملنے کے بعد بچوں میں بدکاری پھیل جائے گی، اور ایسی بری عادات کا شکار بچے مستقبل میں بھی جنسی بے راہ روی کا شکار رہیں گے۔ اس امر سے بھی کسی کو مجالِ انکار نہیں کہ 16 سال سے کم عمر لڑکیاں اپنی رضامندی سے جنسی فعل کی مرتکب ہوتی ہیں جیسا کہ لاس اینجلس ٹائمز کی 4/مارچ 2005ء کی رپورٹ میں اسی شہر کے چھٹی کلاس کے طلبہ وطالبات کا ایک سروے شائع کیا گیا تو 70 فیصد بچے جنسی بے راہ روی کے مرتکب پائے گئے۔ ایسے ہی آئے روز سکولوں کی طالبات کے حاملہ ہونے کی خبریں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں۔

(5) قومی اسمبلی میں منظور ہونے والے بل کی شق نمبر 5 کے ذریعے زنا بالجبر کو تعزیراتِ پاکستان میں (دفعہ 375 کے تحت) شامل کر دیا گیا ہے۔ اسلام کی رو سے زنا رضامندی سے ہو یا زبردستی سے، ہر دو کو زنا ہی کہا جاتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے زنا کو رضا اور جبر کی بجائے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ میں تقسیم کیا ہے۔ جس طرح زنا کے بعض کیسوں میں عورت کو قتل بھی کر دیا جاتا ہے لیکن زنا بالقتل جرم وسزا کی کوئی اصطلاح نہیں، اسی طرح زنا بالجبر بھی اسلامی شریعت کی کوئی اصطلاح نہیں ہے۔ زنا جیسے بھی ہو، اس کے لئے کتاب وسنت میں حدود اللہ بیان کر دی گئی ہیں، چنانچہ زنا بالجبر کی نئی اصطلاح وضع کر کے فعل زنا کی بعض واقعاتی صورتوں کو حدود اللہ سے نکالنا خلافِ اسلام ہے۔ فعل زنا کی تمام صورتوں کو حدود آرڈیننس میں ہی ہونا چاہئے۔ حدود آرڈیننس سے زنا کی سزا کو نکالنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جبری زنا کی صورت میں زنا کی شرعی حد کی بجائے صرف تعزیری سزا ہی دینا ممکن ہوگا۔ یہ امر خلافِ اسلام ہے کہ فعل زنا کی سزا حد کی بجائے محض تعزیری بنا دی جائے!

(6) بل کی شق نمبر 5 کے ذریعے تعزیراتِ پاکستان میں شامل کی جانے والی دفعہ 376 میں زنا بالجبر کی سزا کو سزائے موت قرار دیا گیا ہے۔ اسلام میں عورت سے جبری زنا ہو تو اس صورت میں بھی زانی کی سزا موت نہیں بلکہ کنوارے کے لئے 100 کوڑے + علاقہ بدری اور شادی شدہ کے لئے سنگساری کی سزا ہے۔ موطأ امام مالکؒ ودیگر کتبِ حدیث میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور کا مشہور واقعہ موجود ہے کہ

''ایک شخص نے حضرت ابو بکرؓ کو شکایت کی کہ اس کے مہمان نے اس کی بہن سے جبراً زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ آپؓ نے اس سے تفتیش کی تو اس نے اعتراف کر لیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اسے 100 کوڑے لگائے اور ایک برس کے لئے فدک کے علاقے میں جلاوطن کر دیا۔ اور عورت کو نہ تو کوڑے لگائے، نہ ہی جلاوطن کیا' کیونکہ زانی نے اسے مجبور کیا تھا۔ (ایک سالہ جلاوطنی کے بعد) حضرت ابو بکرؓ نے زانی کو حکم دیا کہ اب اسی عورت سے نکاح کرو۔'' (موطا: کتاب الحدود، حدیث 13)

ایسا ہی ایک واقعہ صحیح بخاری اور دوسری کتبِ حدیث میں حضرت عمر فاروقؓ کے دور کا بھی موجود ہے جب خلیفہ عمر فاروقؓ نے جبری زنا کرنے والے مرد کو کوڑوں کی سزا دی۔

اگر زنا بالجبر کی سزا موت ہوتی تو پھر ابو بکر صدیقؓ زانی کو مجبور عورت سے نکاح کرنے کا حکم کیونکر دے پاتے؟ اس سے پتہ چلتا ہے کہ زنا بالجبر کی سزا موت قرار دینا خلافِ اسلام ہے۔ جن لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآنِ کریم میں جبری زنا کی سزا بیان نہیں ہوئی، وہ سورۃ النور میں زنا کی سزاؤں کے بعد اسی سورۃ کی اگلی آیات کو نظر انداز کر دیتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے جبری زنا کی شکار عورت کو زنا کی سزا سے مستثنیٰ کر دیا ہے:

﴿وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (النور: 33)

''اور جو ان خواتین پر زبردستی کرے تو اللہ تعالیٰ ان کی زبردستی کے بعد (ان خواتین کو) بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔''

(7) تحفظِ خواتین بل میں خلافِ اسلام امر یہ بھی ہے کہ اقدامِ زنا، مبادیاتِ زنا یا بوس وکنار وغیرہ کی سزائیں منسوخ کر دی گئی ہیں۔ جبکہ حدود آرڈیننس 1979ء میں نہ صرف ان جرائم کی سزائیں بھی مقرر کی گئی تھیں بلکہ اس کی دفعہ 20 کی شق اوّل میں یہ بھی قرار دیا گیا تھا کہ اگر عدالت کو بعض دیگر ایسے چھوٹے موٹے جرائم کا علم ہو جائے جو اس کے دائرۂ اختیار میں ہوں تو وہ ان کی سزا بھی سنا سکتی ہے۔ لیکن موجودہ بل نے نہ صرف اس دفعہ 20 بلکہ حدود آرڈیننس میں درج دیگر سزاؤں مثلاً سرِ عام فحاشی، برہنہ کرنا یا اقدامِ زنا وغیرہ کو بھی منسوخ کر دیا ہے۔ نہ معلوم اس سے عورتوں کو تحفظ دیا جا رہا ہے یا ان کے خلاف جنسی جارحیت کی ترغیب دی جا رہی ہے......؟

طرفہ تماشا ہے کہ اس ملک میں اقدامِ قتل کی سزا تو موجود ہے تو لیکن اقدامِ زنا کی کوئی سزا موجود نہیں جبکہ اسلام نے اگر زنا کو حرام قرار دیا ہے تو اس کے مبادیات اور اس کی طرف لے جانے والے مراحل بھی ممنوع کر دیے ہیں۔ سید المرسلین نبی اکرم ﷺ نے نہ صرف اجنبی مرد وعورت کی خلوت کو حرام قرار دیا (صحیح بخاری: 4832) بلکہ یہاں تک فرمایا:

(العينان تزنيان واليدان تزنيان والرّجلان تزنيان ويحقّق ذلك الفرج أو يكذبه) (صحیح ابن حبان: 4964)

''آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں، ہاتھ اور پاؤں بھی۔ اور شرمگاہ اس (زنا) کی تصدیق یا تکذیب کر دیتی ہے۔'' یعنی اسے پایۂ تکمیل تک پہنچاتی یا رد کر دیتی ہے۔

ایسے ہی دوسرے کے گھر میں جھانکنے پر اگر کوئی شخص اس کی آنکھ پھوڑ دے تو نبی کریم ﷺ نے اس آنکھ کے ضیاع کو رائیگاں قرار دیا ہے۔ (صحیح مسلم: 4014)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی نظر میں صرف زنا ہی اکیلا جرم نہیں بلکہ دوسروں کے حُرَم (قابل احترام جگہ یا خواتین) سے نظر بازی کرنا بھی سنگین جرم ہے۔

پارلیمنٹ سے پاس ہونے والے بل میں خلافِ اسلام شق یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے حدود اللہ کی دیگر قوانین پر برتری کو ختم کر دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ حدزنا آرڈیننس 1979ء کی شق نمبر 3 کے ذریعے ان قوانین کو دیگر تمام قوانین پر برتری دی گئی تھی جسے حالیہ بل کی ترمیم نمبر ۱۲ نے منسوخ کر دیا ہے۔ یہ منسوخی اسلام سے کھلا انحراف ہے کیونکہ قرآن کا واضح حکم ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء:45)

''اے نبیؐ! تیرے ربّ کی قسم، یہ لوگ کبھی بھی ایمان والے نہیں بن سکتے حتیٰ کہ آپ کے فیصلوں کو دل وجان سے تسلیم نہ کر لیں، پھر ان کے دلوں میں اس پر کوئی خلش باقی نہ رہ جائے جو آپ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ اور یہ اس کو صمیم قلب سے تسلیم کریں۔''

مذکورہ بالا منسوخی دستورِ پاکستان کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ یہ ترمیم دستورِ پاکستان 1973ء کی شق نمبر 227/اے سے بھی متصادم ہے جس میں اس عزم کا اظہار کیا گیا ہے کہ ''تمام موجودہ قوانین کو اسلام کے احکام...... جیسے کہ وہ قرآنِ حکیم اور سنتِ رسول میں بیان ہوئے ہیں...... کے مطابق بنایا جائے گا۔ دستور میں جس طرح اسلام کے احکام کا حوالہ دیا گیا ہے، ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو اسلام سے متصادم ہو''

کتاب وسنت پر مبنی قوانین کی برتری کے خاتمہ کی مذموم کوشش اس حلف کے بھی مخالف ہے جسے پاکستان کا ہر صدر، وزیر اعظم، وفاقی وزراء، سپیکر، ڈپٹی سپیکر، چیئرمین سینٹ، صوبائی گورنرز اور جملہ اراکین اسمبلی وسینٹ اپنے عہدہ کے آغاز میں اُٹھاتے ہیں۔ 1973ء کے آئین کے شیڈول 3 میں اس حلف کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ ''میں حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں اسلامی نظریہ کے تحفظ کی ضرور بھرپور جدوجہد کروں گا جو کہ قیامِ پاکستان کی بنیاد ہے۔''

قابل غور امر یہ ہے کہ قرآن وسنت سے صریح متصادم ایسی قانون سازیوں کے بعد مملکت کے ان اہم ترین عہدوں پر فائز حضرات کیا اپنے حلف سے منحرف تو نہیں ہوگئے؟ کیا ایسے بل کو منظور کر کے اُنہوں نے دستورِ پاکستان کی خلاف ورزی کا ارتکاب تو نہیں کیا اور سب سے بڑھ کر، قرآن وسنت کے فیصلوں کو نہ ماننے والے اللہ کے واضح فرمان کے مطابق کیا دائرۂ اسلام سے ہی خارج تو نہیں ہوگئے؟ ان سوالات کا جواب قوم کو خود تلاش کرنا چاہئے!

(9) حدود اللہ کی برتری کی یہ دفعہ محض تبرک یا تقدس کے حصول کے لئے نہیں تھی بلکہ اس کی عملاً ضرورت تھی جس کے خاتمے کیلئے یہ سنگین اقدام کیا گیا ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیے

تحفظِ خواتین بل کے بعد زنا کے بارے میں بیک وقت تین ضوابط وجود میں آگئے ہیں:

1۔ 'زنا بالجبر' سزا: موت یا 25 برس قید (بحوالہ ترمیم نمبر 5)

2۔ 'زنا' سزا: 5 سال قید (بحوالہ ترمیم نمبر 7 و 9 کا جدول 8)

یہ دونوں قوانین مجموعہ تعزیراتِ پاکستان میں رکھے گئے ہیں اور تیسرا حدود آرڈیننس میں:

۳۔ 'زنا' پر بظاہر شرعی سزائیں، شادی شدہ کو سنگساری اور کنوارے کو 100 کوڑے + جلاوطنی (حدود آرڈیننس کی دفعہ نمبر 5 کو بحال رکھنے کی بنا پر)

آیئے غور کریں کہ ایک ہی جرم (یعنی 'زنا') کے لئے تین سزائیں رکھنے سے مقصد کیا ہے؟ اس کا پہلا مقصد تو یہ ہے کہ یہ دعویٰ کیا جائے کہ ہم نے شرعی سزائیں منسوخ نہیں کیں اور زنا کی 5 سال سزا کا دعویٰ کرنے والوں کو جھٹلایا جائے کہ ایسا نہیں بلکہ اس کی تو شرعی سزا موجود ہے۔ اسی لئے زنا کی نئی وضع کردہ سزا (5 سال قید) کو عمداً چھپا دیا گیا ہے اور پورے بل میں اس کا سراغ محض ترمیم 9 کے جدول ہشتم کے ذریعے ملتا ہے۔

شرعی نقطہ نظر سے یہ تینوں جرائم دراصل ایک ہی جرم کی تین صورتیں ہیں۔ 'زنا بالجبر' کے نام پر زنا کی بعض صورتوں کو شرعی سزاؤں سے نکال لینا خلافِ اسلام ہے۔ پھر 'زنا' کی تعریف ''غیر منکوحہ سے رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کرنا'' سے مراد دراصل زنا بالرضا ہے جس کی سزا پانچ سال قید ہے۔ اب زنا کی تیسری یعنی شرعی سزا کو معطل رکھنے کے لئے حدود آرڈیننس کی برتری کی شق منسوخ کر دی گئی ہے جس کے بعد زنا کی شرعی سزا کی حیثیت محض نمائشی رہ جاتی ہے۔

علاوہ ازیں ایک ہی جرم پر سزاؤں میں یہ تفاوت متضاد قانون سازی کو بھی جنم دے رہا ہے لہٰذا قابل استرداد ہے۔ مثال کے طور پر تعزیراتِ پاکستان میں مندرج زنا (بالرضا) کی رو سے شادی شدہ مرد کے زنا کی سزا محض 5 سال قید ہے جبکہ حدود آرڈیننس کی رو سے اس کی سزا سنگساری ہے۔ دونوں سزاؤں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اب عملاً زنا کی سزا حدود آرڈیننس کی بجائے تعزیراتِ پاکستان کے مطابق ہی ہوگی، البتہ دکھانے کے لئے شرعی سزا بھی حدود آرڈیننس میں موجود رہے گی لیکن اس کی برتر حیثیت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے جس کے بعد ایک جرم کے بارے میں دو مختلف نوعیت کے قوانین سامنے آگئے ہیں۔ اب قانون دان حلقے اپنی ذہنی وابستگی، تربیت اور علمی صلاحیت کی بنا پر تعزیراتِ پاکستان کو ہی اختیار کریں گے اور پورا نظام اور عدالتوں کی پریکٹس بھی اسی کو تحفظ دے گی اور جاری رکھے گی۔

بعض حضرات کے نزدیک اگر حدود قوانین کی برتری برقرار رکھی جائے تو اس سے اسلام دوست جج حضرات کے لئے شرعی سزا دینا ممکن ہو جاتا ہے، لیکن یہ محض سادہ لوحی ہے کیونکہ اس مضمون کے آخر میں 'قانون کے اجرا کے طریقہ کار' پر اگر ایک نظر ڈال لی جائے تو معلوم ہوگا کہ شرعی سزا کے اجرا کے ضمن میں بھی ایسی قانون سازی عمل میں لائی جا چکی ہے کہ عملاً حد کی شرعی سزا دینا کسی صورت ممکن نہیں رہتا۔ تفصیل آگے ملاحظہ فرمایئے!

(10) جیسا کہ پیچھے ذکر ہو چکا ہے کہ حدود اللہ میں کوئی ترمیم وتخفیف یا معافی نہیں دے سکتا۔ اسی لئے حد زنا آرڈیننس 1979ء کی دفعہ 20 کی شق 5 کے ذریعے حدود آرڈیننس میں درج جرائم کو ضابطہ فوجداری کے ان جرائم سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا جن میں صوبائی حکومت، صدر یا کرسی اقتدار پر موجود شخص معافی دے سکتا ہے۔ لیکن حالیہ تحفظِ خواتین بل کی ترمیم نمبر 18 کے ذریعے حدود آرڈیننس کی اس شق کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اب اگر کوئی ملزم قانونی گنجائشوں کی اس قدر لمبی چوڑی تفصیلات کے باوجود اس قدر 'بدقسمت' ہے کہ اسے حدود اللہ کے تحت سزا سنا ہی دی گئی ہے تو زیادہ پریشانی کی بات نہیں، کیونکہ عام جرائم کی طرح اس کی سزا کو کوئی بھی مجاز اتھارٹی معاف کر سکتی ہے۔ ایک طرف حدود اللہ میں ترمیم کا نبی ﷺ کو بھی اختیار نہیں تو دوسری طرف آپ ﷺ کا ایک ادنیٰ اُمتی بے دھڑک آپ سے بھی آگے بڑھ رہا ہے۔ اس بات کو خلافِ اسلام سمجھنے یا قرار دینے کے لئے کسی گہری سمجھ بوجھ کی ضرورت نہیں!

یہ تو حدود اللہ کی معافی کی بات ہے، اگر معاملہ زنا بالجبر کا ہے جو پہلے ہی تعزیراتِ پاکستان میں شامل کیا جا چکا ہے تو وہاں آئین پاکستان کی شق 45 کے تحت صدر کو سزا میں ترمیم یا معطّلی اور معافی کی کھلی گنجائش موجود ہے۔ غور کریں کہ اس سے زنا بالجبر کی سزا میں اضافہ کیا جا رہا ہے یا اس میں تخفیف ہو رہی ہے کہ اس کے مجرم کو معافی ملنے کا امکان پیدا کر دیا گیا ہے۔

(11) تحفظِ خواتین بل 2006ء کی ترمیم نمبر 8 ملاحظہ فرمایئے:

(203/الف) ''عدالت کا افسر صدارت کنندہ فوری طور پر مستغیث اور جرم کے لئے ضروری دخول کے فعل کے کم از کم چار چشم دید مسلمان بالغ مرد گواہوں کی حلف پر جانچ پڑتال کرے گا۔''

اسلام کی رو سے فعل زنا کے گواہ مستغیث کے علاوہ چار نہیں ہوتے بلکہ اس کو شامل کر کے چار ہیں جبکہ اس بل کے بعد پانچ گواہوں کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ یہ بات بھی خلافِ اسلام ہے۔ مزید برآں اسلام کی رو سے زنا کی سزا محض زانی یا زانیہ کے اعتراف پر بھی دی جا سکتی ہے لیکن نئے مسودۂ قانون میں اس کو سرے سے نکال ہی دیا گیا ہے، یہ بات بھی خلافِ اسلام ہے۔ دورِ نبوی میں کئی سزائیں گناہگاروں کے محض ذاتی اعتراف پر دی گئیں، ایسی صورت میں مزید کسی بھی گواہی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ دونوں باتیں بھی صریحاً خلافِ اسلام ہیں۔

اب ایک نظر اُن ترامیم پر بھی جو حدِ قذف آرڈیننس میں کی گئی ہیں:

(12) قذف آرڈیننس 1979ء کی دفعہ نمبر 14 لِعان کے طریق کار کے بارے میں ہے جس کی شق نمبر 3 کی رو سے لعان کی کاروائی کو معطل کرنے والے مرد کو سزائے قید تجویز کی گئی ہے۔ اب تحفظ خواتین بل کی ترمیم نمبر 25 نے اس شق کو منسوخ کر دیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر شوہر بیوی پر لعان کی کاروائی شروع کر کے، اسے مکمل نہ کرے تو بیوی معلق رہے گی، نہ تو لعان کے ذریعے اپنی بے گناہی ثابت کروا سکے گی اور نہ ہی اپنا نکاح فسخ کرا سکے گی۔

اس بل سے ایک طرف خواتین کے تحفظ کی بجائے ان پر ظلم ہو رہا ہے تو دوسری طرف اسلام کے تصورِ لعان کو بھی معطل کیا جا رہا ہے۔ اسلام نے ایسے شوہر کو جو بیوی پر الزامِ زنا لگائے اور لعان کی کاروائی شروع کر لے، تو اسے پابند کیا ہے کہ اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو پھر شرعی ضابطہ پورا کرے۔ اب مرد عورتوں پر الزام تراشی کرتے رہیں گے، لیکن شرعی ضابطہ پورا نہیں کریں گے...... کیا ایسی صورت میں بیوی کو معلق رکھنے سے تحفظ حاصل ہوگا یا وہ عدم تحفظ کا شکار رہے گی۔ ویسے بھی یہ صورت شریعت اسلامیہ سے متصادم ہے۔

(13) لعان کے اسی قانون یعنی دفعہ 14 کی شق نمبر 4 کے الفاظ یہ ہیں کہ

''جو بیوی شوہر کے الزام کو سچ تسلیم کر لے تو اس پر زنا کی شرعی سزا جاری ہوگی۔''

لیکن تحفظ خواتین بل نے اس شق کو بھی منسوخ کر دیا ہے۔ اسلام کی رو سے اگر کوئی زنا کا اعتراف کر لے تو اس پر حد کی سزا جاری ہونے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی' لیکن یہاں بیوی کے اعتراف کے باوجود اس پر حد کی زنا کو منسوخ کر دینا اسلام سے صریح روگردانی ہے۔

قانون کے اِجرا کا نا قابل عمل طریقہ کار

اگر مذکورہ بالا تمام ترامیم کو درست بھی کر دیا جائے تب بھی تحفظِ خواتین بل میں قانون کے اجرا کے طریقہ کار میں ایسے مسائل پیدا کر دیے گئے ہیں جس کے بعد عملاً معاشرے میں زنا کی روک تھام ناممکن ہوگئی ہے، اس لئے یہ بل نا قابل اصلاح ہے۔ ذیل میں اس کی تفصیلات ملاحظہ فرمایئے:

زیرنظر بل کے ذریعے تعزیراتِ پاکستان میں مزید 9 جرائم (365ب، 367/الف، 371/الف وب، 365، 493/الف، 496/الف، ب، ج) کا اضافہ کیا گیا ہے جبکہ حدود آرڈیننس کے محض دو جرائم (زنا آرڈیننس کی دفعہ 5 اور قذف آرڈیننس کی دفعہ 7) باقی رکھے گئے ہیں۔ اب جن جرائم کی سزا دینا مطلوب ہے، اُنہیں پولیس کے دائرۂ عمل میں رکھا گیا ہے اور وہ تعزیراتِ پاکستان کے ۷ جرائم ہیں۔ اور جن جرائم کی محض نمائش مقصود ہے، وہ تعزیراتِ پاکستان کے آخری دو جرم یعنی (1) زنا (پانچ سال قید) اور (2) زنا کا جھوٹا الزام (پانچ سال قید) اور حدود آرڈیننس کے دو جرم یعنی (3) زنا کی شرعی سزا اور (4) قذف کی شرعی سزا۔ یاد رہے کہ زنا بالجبر کی سزا دینے میں حکومت کو دلچسپی ہے کیونکہ عورت اس میں سزا سے مستثنیٰ ہے، اس لئے اس کو پولیس کی ذمہ داری میں رکھا گیا ہے اور اس کا مجرم مرد بلا وارنٹ گرفتار بھی کیا جاسکتا ہے۔

(یہ تمام تفصیلات بل سے ہی ماخوذ ہیں)

اس تقسیم کا نتیجہ یہ ہے کہ معمولی جرائم مثلاً پتنگ بازی وغیرہ کی روک تھام وغیرہ تو پولیس کی ذمہ داری بنتی ہے لیکن زنا اور اس کا جھوٹا الزام دونوں پولیس یا ریاست کا دردِ سر نہیں۔ اگر کسی شخص کو ان جرائم پر تکلیف ہے تو وہ شکایت کنندہ بن کر عدالت کی فیسیں بھرے اور 'جرم کے خاتمے کے لئے' انصاف کا مطالبہ کرے۔ اندراجِ مقدمہ سے پہلے اپنی شکایت کو درست ثابت کرے اور اس کے لئے وکیل کی فیس بھی لائے۔ اس کا یہ فرض بنتا ہے کہ تعزیراتِ پاکستان میں درج زنا کی سزا دلوانے کے لئے دو گواہ ہمراہ لائے اور حدود میں درج زنا کی سزا دلوانے کے لئے چار عینی گواہ مہیا کرے۔

اس مشقت جھیلنے پر بھی قانون ساز حضرات اس کے شکر گزار نہیں کہ اس نے معاشرے میں برائی کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی اور مسلمان ہونے کے ناطے برائی کے خاتمہ کا شرعی فریضہ ادا کیا بلکہ ایسے مدعی کو ہراساں کرنے کے تمام انتظامات کر لئے گئے ہیں اور شکایت کو ناممکن بنانے کے بھی۔

عدالتوں کے اوقات محدود اوران کا دائرہ کار میلوں تک وسیع ہے۔ شکایت کنندہ صبح ہونے پر، دفتری اوقات میں قریبی تھانے کی بجائے مجاز ضلعی عدالت میں حاضری دے، اس دوران وقوعہ مکمل اور زنا کے مجرم فرار ہو چکے ہوں گے۔ واقعاتی اور بعض صورتوں میں طبی شہادتیں بھی ضائع ہوچکی ہوں گی، اسے چاہیے کہ وہ دو یا چار عینی گواہ سنبھال کر رکھے اور عدالت میں ان کی گواہیاں پیش کرے۔ لیکن گواہیوں کے باوجود سزا نہیں ہوگی کیونکہ وقوعہ کا اطمینان محض جج کی صوابدید پر منحصر ہے۔ اگر جج مطمئن نہیں ہے تو ان شکایت کنندگان اور مدعیان پر 'فی الفور' تہمت کی سزا عائد کر دی جائے، اس سلسلے میں قانون میں تاخیر کی کوئی اجازت نہیں۔ گویا قانون کی نظر میں تہمت کا جرم زنا سے بھی سنگین ہے!!

اگر جج وقوعہ پر مطمئن ہے تو زنا کے ان 'معصوم' مجرموں کے وارنٹ گرفتاری کی بجائے محض سمن بھیجنے پر اکتفا کیا جائے۔ عدالتی سمنوں کا جو حشر ملزمان کرتے ہیں، عدالت کو اس کی فکر نہیں، البتہ زنا بالجبر کے سلسلے میں ہدایت ہے کہ ملزم کے وارنٹ گرفتاری بھیجے جائیں۔ ملزمان کی حاضری یقینی بنانے کے لئے عدالت اس امر کی مجاز نہیں کہ ان سے مزید افراد کی ضمانت بھی حاصل کرے بلکہ عدالت کو ذاتی مچلکہ پر ہی اکتفا کرنا ہوگا۔ اس دوران قانون کو ملزمان کی محرومی اور یاسیت کا بھی پورا احساس موجود ہے، اس لئے ملزمان کو فکر مندی کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ چاروں جرائم اوّلین 7 جرائم کے عین برعکس قابل ضمانت بھی ہیں۔ پھر اگر سزا ہو بھی جائے اور بدقسمت ملزم ان تمام حفاظتی اقدامات کے باوجود زنا کی 5 سالہ قید یا شرعی سزا پانے سے بچ نہ پائے تو فکر مندی کی کوئی ضرورت نہیں، یہ تمام جرائم قابل معافی بھی ہیں۔ حکومت اور مجاز اتھارٹی جب چاہے سزا میں ترمیم یا ان کو معطل کر سکتی ہے۔

قانون سازی کا یہ انوکھا اُسلوب اور جرائم کے سلسلے میں یہ امتیاز ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ آخری چار جرائم میں بھی کئی امتیازات موجود ہیں۔ اوّلین 7 جرائم تو ہر تھانے میں، تعزیراتِ پاکستان کے دو جرائم مجسٹریٹ درجہ اوّل کے پاس، البتہ حدود آرڈیننس کے دو جرائم صرف سیشن عدالت میں ہی درج ہو سکتے ہیں۔ ترمیمی بل میں یہ بات بھی شامل ہے کہ حدود کے تحت چلنے والے سابقہ تمام مقدمات پر کاروائی روک دی جائے اور آخری چار جرائم میں کسی ایک جرم کی سزا کے تقاضے پورے نہ ہونے کی صورت میں کسی دوسرے جرم میں ملزم کو سزا دینا بھی غیر قانونی ہوگا، کیونکہ قانون کا ہدف آخر کار ان جرائم کی سزا کو نافذ کرنا نہیں بلکہ اُنہیں نمائش تک ہی محدود رکھنا ہے۔

یہ ہے 'روشن خیال بل' کی حقیقت!!